بسم الله الرحمن الرحیم ـ نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

سبحان الذی اسرٰی بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی

ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت ششماہی عہ / بغیر ضمیمہ درس قرآن شریف

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیحِ وقت ومہدی ہم مجدّد بسراین صد

ضمیمہ درس قرآن مجید | پیشگی چاہیئے

جلد ۹ | ۲۰ ـ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۸ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۰ع مطابق ۱۳ ساون سمت ۱۹۶۷ | نمبر ۳۹

بھائیو! اگر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر ومینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

سب سے پہلا

جمعہ کا خطبہ

خلیفۃ المسیح صاحبزادہ محمود احمد صاحب

(۲۹ جولائے سنہ ۱۹۱۰ع)

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ـ پڑھ کر فرمایا ـ کہ دنیا میں ہر چیز کے تین ہی درجے بیان کرتے ہیں ـ ادنےٰ ـ اوسط اعلیٰ ـ اسی طرح اس آیۃ میں انسانی ترقی کے تین درجے بیان فرمائے ہیں جو انسان ان تین درجوں کو طے کرتا ہے اسے ساتھ ساتھ ترک شر کے تین درجے بھی حاصل ہو جاتے ہیں ـ سب سے اول ادنےٰ درجہ تو یہ ہے ـ کہ انسان عدل کرے ـ جس کا جتنا حق ہو اسی کو اتنا دے (آپنے مفصل بیان کیا کہ آجکل زمیندار تاجر ـ پیشہ ور ـ کس طرح خلاف عدل کارروائیاں کرتے ہیں) دوسرا درجہ یہ کہ جو حق ہے اسی پر کفایت نہ کرے بلکہ حق سے زیادہ دے ـ اس کا نام احسان ہے ـ

تیسرا درجہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ہاتھ میں کل کی طرح کام کرنیوالا ہے اور اس کو بلا کسی خیال ومعاوضہ کے نفع رسانی کی دھن لگی رہے ـ جب انسان عدل پر قائم ہوتا ہے ـ تو بغی سے بھی بچتا ہے ـ جسمیں کھلی کھلی سرکشی پائی جاتی ہے اور جب احسان کی راہوں پر قدم مارتا ہے تو ایسے امور سے محفوظ رہتا ہے جن کا نقصان صرف اسی کو نہو بلکہ وہ دوسروں کے لئے مضر اور غیروں کی نظر میں بھی ناپسند ہوں اور جب ایتاء ذی القربیٰ والی حالت وارد ہوتی ہے ـ تو پھر اسے ان چھوٹے چھوٹے گناہوں پر بھی آگاہی ہوتی ہے اور ان سے پاک رہنے کی کوشش کرتا ہے جو انسان کے نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور زبان شریعت میں فحشاء کہلاتے ہیں یہ صرف قرآن کا خاصہ ہے ـ کہ جب وہ کسی بدی یا گناہ سے روکتا ہے ـ تو اس سے بچنے کی ترکیب بھی بتاتا ہے ـ چنانچہ یہاں بغی منکر فحشاء سے بچنے کے عدل واحسان ـ ایتاء ذی القربیٰ کا ارشاد فرمایا ـ اور ان بدیوں سے محفوظ رہنا ان نیکیوں کیلئے بطور نتیجہ کے بیان کیا ـ پھر فرمایا کہ تم عہدوں کو پورا کرنیوالے بنو ـ نہ صرف وہ عہد جو خدا سے کئے ہیں بلکہ مخلوق سے بھی عہد شکنی نہ کرو ـ کہ عہد شکن منافق ہوتا ہے جو کسی نیکی کی بات پر ثابت قدم نہیں رہ سکتا ـ اللہ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ عبودیت اختیار کرو ـ تا الوہیت کے فیوض سے متمتع ہو ـ

امیر المومنین ملتان میں

پیر ومرشد علامہ نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین کو ایک طبّی شہادت دینے کے لئے ملتان بلایا گیا ـ چنانچہ آپ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ع ۲ بجے عصر بمعیت مولوی محمد علی صاحب ایم ـ اے ومفتی محمد صادق صاحب وبعض دیگر احباب روانہ ہوئے ـ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۰ع لاہور سے شام کے وقت گاڑی پر سوار ہو کر ۴ بجے صبح ملتان پہونچے ـ ۲۶ کو آپنے شہادت دی ـ بعد اس کے ۲۷ جولائی کو بوقت عصر کے قریب عمائد ملتان کی درخواست پر انجمن اسلامیہ کے ہال میں مختلف مذاہب پر لیکچر دیا ـ جو بہت مؤثر ثابت ہوا ـ ۲۸ ـ صبح کو آپ [illegible] لاہور تشریف لائے ـ جمعہ لاہور ہی پڑھایا ـ اور ہفتہ کو لیکچر ہوا ـ بعدہٗ آپ مراجعت فرمائے قادیان ہونگے ـ انشاء اللہ ـ

معذرت

۱۴ جولائی کے پرچہ کا حجم بڑھ گیا ـ اس لئے ۲۱ کا پرچہ ۲۸ جولائی کے ساتھ چھاپنے کی تجویز تھی ـ مگر پریس بیمار ہو گیا اس لئے اخبار جلد نہ چھپ سکا ہے وہ دن لیٹ جاتا ہی اور چار اگست کا (جسمیں سفر ملتان کے حالات ہونگے) شاید ۱۱ اگست کے ساتھ نکلے ـ

واذا العشار عطلت

وکیل لکھتا ہی یہ خبر طمانیت بخش ہے کہ عثمانی گورنمنٹ نے حجاز ریلوے کو جدہ و مکہ والے ٹکڑے کی تیاری کے لئے جو سوا سو میل کے قریب ہوگا دو لاکھ پونڈ کی منظوری دی ہے اور مکہ و مدینہ کی درمیانی شاخ کو بھی جلد تکمیل کرانے کا سامان کیا ہے ـ

کلمہ کا درخت

ریلوے کرکٹ گراونڈ لاہور میں کسی سکھ چین کے درخت پر لا الہ محمد رسول اللہ علی ولی وصی ابھرے ہوئے حروف ظاہر ہوئے ہیں ـ جنہیں بعض نادان ایک معجزہ قرار دیتے ہیں اور وہ درخت متبرک سمجھا جا رہا ہے ایسا ہی ایک اخبار میں پڑھا تھا ـ کہ کسی مچھلی پر کلمہ لکھا ہوا ہے الحمد للہ کہ اسلام اپنی روشن تعلیم کے سبب

(بدر پریس قادیان دار الامان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر وپرنٹر وپبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق چھپکر شائع ہوا)

"قصیدہ بر غزل حافظ شیراز"

احسن المتکلمین فاضل زمن مولانا محمد احسن صاحب کے ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ ہونے کا ایک زمانہ قائل ہے۔ مگر یہ بہت کم لوگوں کو خبر ہوگی۔ کہ آپ کی طبیعت ماشاء اللہ شاعرانہ مذاق رکھتی ہے۔ اور اگرچہ تقاضائے سن اور اشغال کثیرہ کی وجہ سے یہ شوق کم ہو گیا ہو۔ مگر تاہم گاہے گاہے آپ کی طبع نقاد اپنے جوہر دکھا ہی دیتی ہے۔ چنانچہ یہ تازہ ڈال کا ٹوٹا میوہ فردوس ہے۔ جو شاخ سخن سے چمن بلاغت میں خاکسار کو خوش قسمتی سے ملا ہے۔ آپ ایک مرتد کو مخاطب کر کے گل افشانی فرماتے ہیں:

الا یا ایہا المرتد دع الغفلۃ و امہلہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

دہی دشنام قرآں را سراغ جاش نمیدانی
ز قول
کہ از لفظ خبیثش تو چہ خوں افتاد در دلہا

ز نیش سی
بایں شوخی چنیں غفلت نمیدانی کہ چوں ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
دریں حالت کہ توہستی چہ انکار ساحلہا

اگر خواہی نجات خود فبادر لاقتباس الحق
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

دہے
چرا اسم ہلاہل را بصد رغبت تو مے نوشی
ز طاعون ہم نمی ترسی خدا را لا تناولہا

جری اللہ مسیح ہم خبر داد از حدیثش تو
فلا تغفل عن العقبیٰ دع العزیٰ و اہملہا

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
چنیں اقوال بے ہودہ کنی شائع بمحفلہا

باحسن وجہ میگویم ز دین الحق مشو غافل
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مسلمانوں کی حالت

ایک شخص مقروض نے حضرت کی خدمت میں درخواست امداد کی۔ حضرت نے جواب میں لکھا۔

غالباً آپ کا خط مجھے پہونچا۔ میں آپکو وعظ کروں۔ مسلمان ۹۵ھ میں ہندوستان آئے۔ عرب۔ افغان مغل اور ایرانی بادشاہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔ تو آج سب غالباً مقروض ہوئے۔ کس کس کا قرضہ ادا کیا جاوے اور کس کس کی امداد کریں۔ استغفار کرو۔ نور الدین۔

کھارا میں مباحثہ

ماسٹر عبد الرحمن صاحب دین اللہ کی اشاعت کا ایک خاص ذوق رکھتے ہیں۔ آپ صحابہ کرام کے طریق پر فرصت کے اوقات میں نکل جاتے ہیں۔ اور ارد گرد امن۔ صلح و آشتی کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ کر آتے ہیں۔ آپکے ذریعے تحریک تو ہو چکی تھی موضع کھارا کے لوگوں نے چاہا کہ ایک مولوی نواب الدین نام سنکوہی سے گفتگو ہو جاوے۔ چنانچہ انکی درخواست پر اور وعدہ حفظ امن پر یہاں سے حسب انتخاب امیر حافظ روشن علی صاحب و مولوی سرور شاہ صاحب و سید عبد الحی صاحب عرب تشریف لیگئے۔ ان کو نصیحت کی گئی کہ مکابرہ و تمسخر ہرگز نہ ہو۔ جو کچھ کہو محض للہ کہو اور امن کے معاون ہو۔ بات یوں قرار پائی کہ پہلے وفات مسیح پر تقریر ہو۔ مخالف مولوی جرح کرے۔ پھر احمدی مناظر اس کا جواب دے۔ دوسرے روز حیات مسیح پر مخالفین ... تقریر ... اور مخالف جواب دے۔ اسی قرار داد کے مطابق حافظ روشن علی صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ مخالفین کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ کہ حافظ صاحب اسوقت خدا کی روح سے بول رہے ہیں۔ آپنے وفات مسیح کے متعلق چھ دلائل بیان فرمائے (۱) فلما توفیتنی اور توفی کے معنے حدیث اقول کما قال العبد الصالح سے واضح کئے۔ اور عیسائیوں کا بگڑنا اور یہ بگاڑ بعد از وفات جب اقرار مسیح ہوا (۲) اموات غیر احیاء نحل پ ۱۴ یعنی جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں۔ وہ مر چکے ہیں۔ اور ان کو علم بھی نہیں۔ کہ کب اٹھائے جاوینگے (۳) انا کنا عن عبادتہم لغافلین یونس ع ۳۔ یعنی مسیح وغیرہ معبودان اقوام ضالہ کہیں گے کہ ہم کو ان کی عبادت کی خبر نہیں۔ حالانکہ مسیح بصورت نزول ثانی یہ کہنے کے مجاز نہیں (۴) پارہ اول رکوع آخر میں موسیٰ و عیسےٰ کے ناموں کے بعد تلک امۃ قد خلت۔ یعنی سب مر چکے چنانچہ لسان العرب میں ہے قال ابن الاعرابی خلا فلان مات (۵) ما محمد الا رسول۔ (ب) قد خلت من قبلہ الرسل میں بیضاوی والا کہتا ہے کہ سیخلوا کما خلوا بالقتل او الموت۔ گویا خلا کی دو ہی صورتیں ہیں۔ قتل یا موت (۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح کو بوقت معراج مُردوں میں دیکھا۔ (ب) عمر رسول اللہ صلعم نے آپ کی ایک سو بیس فرمائی (ج) علماء بیان کرتے ہیں کہ مسیح کو جبرئیل چھت پھاڑ کر آسمان پر چڑھا لے گئے۔ وغیر ذلک کیا یہ کوئی حدیث ہے اور کیا صحیح ہے (د) عیسائی و یہود ہر دو قوموں کا اتفاق کہ مسیح کو صلیب پر دیا گیا۔ اس کے بعد آپنے فیہا تحیون۔ اور اس فیہا کی تقدیم پھر الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا سے ثابت کیا۔ کہ کوئی اولاد آدم سے اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ پھر آپنے سمجھایا۔ کہ نزول کے لئے مانع آیت رسولا الی بنی اسرائیل ہے۔ کیونکہ دوبارہ آکر وہ تمام جہان کے رسول کہلائیں گے۔ (ب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پانچ باتیں مجھے ایسی دی گئی ہیں۔ جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ اور دوسرے نبی خاص قوموں کیطرف بھیجے جاتے (ج) نبی اپنے عہدے سے معزول نہیں ہوتے اور مسیح کے لئے آچکا ہے اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکاً اینما کنت۔ گویا آپ جہان رہیں نبی کہلائیں گے۔ نہ کہ اُمتی جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں۔ اس تقریر کو سن کر مخالف مولوی نے کچھ غیر متعلق وعظ کیا۔ مگر چونکہ اس کا قلب محسوس کرتا تھا۔ کہ میں ان براہین ساطعہ و حجج قاطعہ کا جواب نہیں دے سکا اس لئے اس نے جواب الجواب سے اپنا انکار کیا۔ اور وہ مجلس سے چلا گیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے مناظر کے طرز بیان کی اس نے کوئی شکایت نہیں کی۔ بلکہ علم و فضل و قوت دلائل کا اقرار کیا۔ مگر اس کے بعد خود ہی تقریر کی۔ اور پھر ہماری تقریر سننے سے معاہدہ کے خلاف انکار کر کے بھاگا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ حق کے آگے باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

ناصر نواب

میر صاحب قبلہ ڈیڑھ ماہ سے پھر دورہ پر ہیں آپ مسجد النور۔ شفاخانہ اور دور الضعفاء کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ آجکل ضلع گوجرانوالہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جوان ہمت بوڑھے کے مقاصد میں کامیابی کے ساتھ برکت دے۔ واقعی اس پیرانہ سالی اور پھر اس موسم گرما میں للہ سفر کی تکلیف برداشت کرنا ... ایک قربانی ہے جو خدا کے حضور قبول ہو کر انشاء اللہ ابراہیمی انعام سے متمتع کریگی آپ کی خوش قسمتی اور پاکیزی فطرت تو اسی سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود سے اس زمانہ میں تعلق ہوا۔ جبکہ وہ پہلی رات کا چاند تھا۔ اور سوائے اہل نظر دوسروں کو نظر آنا مشکل تھا۔ پھر اس پر یہ مجاہدہ نفس بھی اجر جزیل سے خالی نہیں رہیگا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ احمدیہ

کلام الامیر

اسلام میں غلامی

غلامی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ توریت میں غلامی کے برخلاف کوئی حکم نہیں۔ انجیل نے غلامی کے دنیا سے ہٹانے کے واسطے کوشش نہیں کی۔ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس نے غلاموں کو آزاد کرنے کے واسطے احکام نازل فرمائے ہیں۔ حج میں کفارہ یمین میں دیگر ہر ایک صدقہ کے موقعہ پر غلاموں کی آزادی کی ترغیب دی ہے۔ زکوٰۃ فنڈ کا آٹھواں حصہ غلاموں کی آزادی کے واسطے الگ کر دیا ہے۔ اس طرح تدریجاً دنیا سے غلامی کے اٹھا دینے کے قوانین باندھے ہیں۔ انبیاء کا یہی طریق ہے۔ کہ احکام کا اجراء ایسے طریق سے کرتے ہیں کہ خلقت اس کو برداشت کر سکے۔ انسانوں کی طیاری کے مطابق حکم دیا جاتا ہے اسلام کے ابتدائی ۱۳ سال میں شراب کے برخلاف کوئی حکم نازل نہ ہوا۔ جب ایک جماعت طیار ہو گئی۔ جو ایسے حکم کو برداشت کر سکے تو پھر یہ حکم نازل ہوا۔ یہ بات غلط ہے۔ کہ غلامی کو عیسائی دنیا نے بند کر دیا ہے۔ کیا امریکہ میں کالے لوگوں اور گورے لوگوں کے حقوق یکسان ہیں۔ کیا ہندوستان کے جیل خانوں میں قیدی غلام بلکہ غلاموں سے بدتر حالت میں نہیں ہیں۔ کیا گورنمنٹ کو ان پولیٹکل قیدی نہیں ہوتے۔ برخلاف اس کے اسلام نے غلاموں کے واسطے یہ قانون بنایا ہے کہ ان کو مالک اپنے کھانے میں سے کھانا دے اور اپنے کپڑے میں سے کپڑا دے ایسی محنت نہ کرائے۔ جو اس کی برداشت سے باہر ہو آج غلام چھوڑ تو نوکروں کے ساتھ بھی کوئی ایسا حسن سلوک نہیں کرتا

فرمایا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہے۔ کہ جب مسلمانوں میں ایسا زوال آیا کہ وہ جابجا محکوم ہونے لگے۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کی حاکم قوموں کے دلوں میں غلامی کے متعلق نفرت ڈال دی تاکہ اسلامی مرد اور عورتیں ذلت میں نہ پڑیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص رحم ہے۔ جس کیواسطے سجدہ شکر کرنا چاہیئے۔ ورنہ یوروپین اقوام میں غلام اور لونڈی رکھنے کا رواج ہوتا تو آج اسلامی دنیا پر کیا مصیبت وارد ہوتی۔

خاندان حضرت شاہ ولی اللہ

فرمایا۔ بچپن سے میرے کان میں خدا کا نام ڈالا گیا ہے۔ میری بھاوج نے جو مجھے اپنی گودی میں لیکر لوری دی۔ تو یہ آواز میرے کان میں پڑی۔ انت الهادی انت الحق اس آواز نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔ سب سے پہلے میں نے اردو زبان ایک دیوبند کے سپاہی سے سنی اور اسے بہت پسند کیا۔ پھر احسان الٰہی ہے کہ شاہ ولی اللہ کے خاندان کی کتابیں میں نے پڑھیں۔ اس خاندان کے طفیل مجھے بہت فائدہ ہوا سب سے پہلے ایک تاجر کلکتہ سے مجھے ایک پنجسورہ مترجم بزبان اردو ملا۔ جو مطبع مصطفائی کا چھپا ہوا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کتاب فوز الکبیر میں قرآن شریف کی تعریف دوسری کتابوں کے مقابلہ میں کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں۔

اگر او کتاب حکیم است این کتاب احکم الحاکمین است۔ اگر او کتاب عزیز است این کتاب رب العزۃ است۔

فرمایا۔ اس زمانہ میں بہت سی خوش کن کتابیں بنی ہیں اور ان میں سے بعض میں دین کا حصہ بھی ہوتا ہے۔ مگر قرآن کریم جیسی کوئی کتاب نہیں۔

سید کون ہے؟

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا۔ کہ شیعہ کہتے ہیں۔ کہ شیخ عبد القادر جیلانی سید نہ تھے۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شیعوں کی آپنے خوب سنائی یہ قوم تو تمام صحابہ کو ابوبکر رضؓ ہو یا عمر رضؓ اور تمام ازواج مطہرات کو سوائے ام سلمہ کے عائشہ رضؓ ہو یا حفصہ رضؓ ہو۔ برا کہتے ہیں۔ تبرا ان کا عجیب وغریب عمل ہے۔ امام حسن رضؓ کو خود برا مانتے ہیں۔ کسی شیعہ کا نام آپنے عبد الحسن سنا ہے۔ حالانکہ عبد الحسین بہت ہیں۔ یا حسین تم کہتے ہیں کبھی یا حسن بھی سنا ہے ہر ایک امام کی اس دوسری اولاد کو جو ائمہ اثنا عشرہ میں نہیں برا کہتے ہیں۔ کیا زید بن علی بن حسین کو یا اسمٰعیل بن جعفر الصادق یا ابوبکر و عمر ابناء علی وحسین رضوان اللہ کو یہ اچھا کہتے ہیں پھر کیا سید عبد القادر ان سب سے بڑے ہیں۔ جن کو یہ برا کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ کے سادات جو وہاں حاکم ہیں۔ سب حسنی سید ہیں۔ اور وہ لگاتار تیسری چوتھی صدی سے وہاں کے حاکم ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ **یزید ظالم نے امام حسین کی نسل کو قطع کر دیا۔** اور کہیں دیکھ لو ہر جگہ سیدوں کا ایک گروہ دوسرے سادات کو سید نہیں مانتا۔ فقیہہ عالم ابو المعالی احمد بن شیخ محقق ابو الحسن علی بن احمد بن عبد الرزاق بن عیسٰے الہلائی البغدادی نے کہا۔ کہ مجھے خبر دی ہے قاضی القضاۃ ابو نصر نے کہا خبر دی مجھے میرے والد عبد الرزاق نے کہا کہ میں نے سوال کیا اپنے والد سے انکے نسب کے بارے تو فرمایا۔ عبد القادر بن ابو صالح موسیٰ بن ابی عبد اللہ بن یحیی بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن الجواہ بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنےٰ بن حسن بن علی بن طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علی بن احمد بڑا راستباز تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ابو صالح کا نام جنگی دوست تھا اور یہ نام عربی نہیں یہ لوگ اتنی عقل نہیں رکھتے۔ اگر کسی کا نتھے شاہ اور نجف شاہ کرنگ علی شاہ نام ہو۔ تو وہ سید نہیں ہو گا۔ اگر کسی شیعہ نے انکار کیا تو کیا عجب ہے۔

میں نے یہاں قادیان کے سادات دیکھے ایک سید جو دوسرے کا داماد ہے خسر نے کہا کہ افسوس ہمارا داماد موچی یا میراثی ہے۔ مگر بڑوں سے غلطی ہوئی۔ کہ لڑکی دیدی۔ یہ ان کا حال ہو۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ تکبر بڑائی نے یہ کام کرائے نورالدین۔ ۱۲ جولائی

ناجائز کمائی کا مال

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ناجائز کمائی کا مال مسجد اور کنوئیں پر لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ طیب ہے طیب مال کو پسند فرماتا ہے اللہ تعالیٰ غنی بے نیاز ہے خبیث اور خبیث مال کی اس کو کیا پرواہ ہے۔ یہ چندے میرے خیال میں لوگوں کی بھلائی کے لئے ہوا کرتے ہیں۔ واللہ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ کوئی شخص کسی غلطی میں گرفتار ہو یا گرفتار ہوا۔ اور ہو چکا۔ اور اب وہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے۔ تو وہ شخص اپنے مشتبہ مال کو للّٰہ فی اللہ دل سے نیک کام میں لگا دے تو امید ہے۔ کہ ضرور ہی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ اور اس مال کو توبہ کی بناء پر قبول کرے۔ مگر جو لوگ توبہ میں نہیں لگے۔ خوف الٰہی نے غلبہ نہیں پایا۔ تو آپ ان کے اس مال کی طرف کیوں متوجہ ہیں۔ آپ خود توبہ کریں۔ دنیا کے کام نہیں رکتے تو دین کے کام کیونکر رک سکتے ہیں۔ دنیا میں مؤمن کافر نیک گنہگار سب موجود ہیں پورے فیصلہ کا دن آگے ہے۔ اور ہے ضرور۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے بالکل دل سے لکھا ہے آپ اس پر غور کریں مشتبہ مال والا اگر اپنے کاموں سے سچا تائب ہے۔ تو وہ شخص اپنے مشتبہ مال کو اللہ کے سپرد کرے الٰہی کاموں میں لگاوے اور اگر سچا تائب نہیں اور اس کا مال اسے محبوب ہے تو وہ چند روز عیش وعشرت میں لگا ہوا۔ آپ اس کے حال پر اسے رہنے دیں اور اس کا معاملہ حوالہ بخدا کریں اور وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق

[illegible] نورالدین ۱۲ جولائی ۱۹۱۰ء

البدر مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم کیوں غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے

[۱]

بعض اصحاب جب اس سلسلہ کے حالات سنتے ہین اور سلسلہ کے ممبرون سے کسی قدر گہری ملاقات کر کے ان کے تقویٰ۔ دیانت۔ امانت۔ حمایت اسلام پابندی احکام شرعیہ۔ علوم روحانی سے آگاہی حاصل کرتے ہین۔ اور انہیں یقین ہو جاتا ہے۔ کہ مخالفین ومعاندین نے سلسلہ حقہ پر جو الزام لگا رکھے ہین۔ وہ سب جھوٹ ہین۔ اور یہ لوگ پکے مسلمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جان نثار اور قرآن شریف کے مستعد خادم ہین۔ تب انہین کم از کم یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اس جماعت کے ممبرون کو ساتھ رابطہ اتحاد قائم کرین۔ اور اسلامی خدمات کی سرانجام دہی کے واسطے ان سے امداد حاصل کرین۔ اور انہین مسلمانون کا ایک فرقہ مان کر ان کے ساتھ ہر طرح کے تعلقات کو بڑہائین۔ ایسے صاحبان جب اپنے اس ارادے مین مستحکم ہو کر احمدی برادران کے ساتھ میل جول ومحبت بڑہانے کے لئے کوشان ہوتے ہین۔ تو سب سے اول امر جو انہین نا امید کر نیوالا ہوتا ہے وہ نماز کی امامت ہے اور وہ یہ سوال اٹھاتے ہین۔ کہ جس صورت مین کہ آپ کی نماز بالکل ہماری طرح ہے۔ وہی قبلہ۔ وہی مسنون دعائین۔ اتنی ہی رکعتین۔ وہی اوقات۔ غرض طریق اہل سنت وجماعت سے کوئی تفاوت نہین۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ ہمارے ساتھ نماز نہین پڑھتے۔ اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہین۔ حالانکہ ہم مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو مسلمان یقین کرتے ہین۔ اور احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز جانتے ہین یہ سوال بہت دفعہ اٹھا ہے۔ حضرت مسیح موعود مرحوم مغفور کی زندگی مین بھی اس کے متعلق بارہا سوال ہوا۔ چنانچہ آپ کی وفات سے صرف چند روز پہلے لاہور مین کئی ایک معزز لوگون نے حضرت صاحب کی خدمت مین اس کے متعلق سوال کیا تھا اور آپکی وفات کے بعد جہان کہین جناب خواجہ صاحب نے اپنے پُر اثر لیکچرون کے ذریعہ سے اسلامی حمایت کا بے نظیر نمونہ دکھلایا۔ وہین یہ سوال اٹھا۔ اور دہلی مین بھی جب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کسی کام کیواسطے ایک عرصہ رہے۔ اور وہان کے معززین اور رؤسا کی مجلسون مین آمد ورفت کا انہین اتفاق ہوا۔ تو وہان بھی یہ سوال اٹھا۔ اور خواجہ صاحب اور شیخ صاحب نے ان لوگون کی تحریک سے یہ مسئلہ پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین بھی پیش کیا۔ لیکن اس کا جواب جماعت احمدیہ کیطرف سے ہمیشہ ایک ہی رہا ہے اور وہی اب تک قائم ہے اور وہی قائم رہیگا۔ چونکہ اس کے متعلق بار بار سوال کیا جاتا ہے اور اپنی جماعت کے احباب بھی باوجود حضرت اقدس کی تحریرون کے دیکھنے اور پڑھنے اور حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد سننے کے پھر بھی گاہے گاہے اس کے متعلق گفتگو چھیڑ دیتے ہین اسواسطے مین چاہتا ہون کہ اس پر ایک مفصل اور سیر کن مضمون لکھا جاوے۔

سب سے اول یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ایسے فتویٰ کی ابتدا ہماری طرف سے نہین بلکہ ہمارے مخالفین کیطرف سے ہوئی ہے غالباً سنہ ۱۸۹۱ء مین جب کہ حضرت اقدس مرحوم ومغفور لاہور تشریف لے گئے۔ تو حسن اتفاق سے یہ عاجز اور برادرم مولوی فاضل محمد صادق صاحب (اللّٰہم اغفرلہ وارحمہ) حضور کے ہمرکاب قادیان سے لاہور گئے۔ اور وہان چند روز رہے۔ مجھے یاد ہے کہ جمعہ کے دن حضرت اقدس نے مسجد چینیان مین جا کر نماز جمعہ ادا کی تھی۔ اس کے بعد ہمارے مخالف مولویون نے ہم پر کفر کا فتوےٰ جاری کیا۔ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا۔ بلکہ یہ کفر ایسا بڑھ گیا۔ کہ کسی احمدی کا مسجد غیر احمدیہ مین داخل ہونا ان کی مسجد کے ناپاک ہونے کا موجب قرار دیا گیا۔ اور احمدیون پر ہر جگہ اس معاملہ مین نہایت ہی سختی کیگئی باوجود اس فتوے کے جاری ہو جانے کے ہمارے امام پاک کی طرف سے کوئی فتوے جاری نہ ہوا۔ اور جب کبھی ایسا موقعہ یا اتفاق ہوا۔ ہماری جماعت غیر احمدیون کے پیچھے نماز پڑھتی رہی۔ یہان تک کہ نہ صرف وہ کفر کا فتوےٰ اچھی طرح ملک مین شائع ہو گیا۔ بلکہ اس کے متعدد جواب بھی شائع ہو گئے اور پبلک پر طرفین کے دلائل واضح ہو گئے۔ اور ہر ایک کے واسطے ایسا وقت آگیا۔ کہ ایک امتیاز پیدا ہو اور جو لوگ اس کفر کے فتوے کے معین اور ہمخیال ہین۔ وہ الگ ہو جاوین۔ اور جو اس کو ناجائز قرار دیتے ہین۔ وہ الگ ہو جائین۔ اور اس معاملہ مین وضاحت کے ساتھ ہر شخص اپنے خیال کا اظہار کرے۔ تب منشائے ایزدی کے ماتحت حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو اس حدیث پاک کی طرف متوجہ کیا جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ جو شخص مومن کو کافر کہتا ہے۔ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ چونکہ مومن پر کفر وارد نہین ہو سکتا۔ اسواسطے وہ لوٹ کر کافر کہنے والے پر جا پڑتا ہے۔ ہمارے مخالفین نے چونکہ محض تعصب کی وجہ سے ہمین کافر قرار دیا۔ حالانکہ ہم کلمہ گو ہین۔ نماز پڑھتے ہین روزہ رکھتے ہین حج کرتے ہین قرآن شریف کے ہر ایک حکم کے آگے اپنا سر جھکاتے ہین۔ دین کی حمایت مین رات دن کوشان ہین۔ باوجود ان باتون کے جب ہم پر کافر کا خطاب وارد کیا گیا۔ حالانکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومن ہین تو ضرور ہے کہ یہ کفر لوٹ کر کہنے والون پر جا کر پڑے۔ مثال ظاہر ہے۔ شاؤل نے احمد کو کہا۔ کہ تو کافر ہے۔ اب یا تو احمد اس بات کو دل سے قبول کرے کہ مین کافر ہون تب تو شاؤل مومن رہا اور احمد کافر۔ یا احمد یہ یقین کرے۔ کہ مین مومن ہون۔ اس صورت مین کفر لوٹ کر شاؤل پر پڑیگا۔ اور احمد مومن ہوگا۔ اور شاؤل کافر۔ لیکن یاد رہے۔ کہ اگرچہ شاؤل نے احمد کو کافر کہا۔ لیکن احمد نے شاؤل کو کافر نہین کہا۔ بلکہ شاؤل کے اپنے غلط کفرنامے نے خود شاؤل کو کافر بنا دیا ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش والی مثال اس پر صادق آتی ہے۔ اس مین احمد پر کوئی الزام نہین۔ اب بھی شاؤل کے ہاتھ مین اس کے کفر وغیرہ کی لگام ہے۔ وہ احمد کو کافر کہنے سے توبہ کرے۔ تو یہ کفر اس سے خود بخود ہٹ جائیگا۔

پس احمدیون نے کسی پر فتوے کفر کا نہین لگایا۔ بلکہ مخالفین ومعاندین کے تعصب نے اور ان کے اپنے مونہہ کے ایک کلمے نے انہین کافر بنا دیا ہے۔ کہ انہون نے مومن کو کافر کہا۔ سو یہ امر واضح ہوا۔ کہ احمدیون نے اپنے مخالفین کو کافر نہین کہا۔ بلکہ ان کے کفر کو واپس کیا ہے اور وہ بھیجنے والون پر جا لگا۔

حسن ظن رکھنے والے کس جماعت مین شامل ہین

یہ فیصلہ تو ان لوگون کے متعلق ہوا۔ جنھون نے حضرت مرزا صاحب اور آپکی جماعت کے متعلق کفر کا فتوے لکھا یا دیا ہے۔ اور پبلک اس امر مین متفق ہے کہ بے شک وہ لوگ اس قابل نہین۔ کہ ان کے پیچھے کوئی احمدی نماز پڑھ سکے۔ اور ایسے شخص کو اپنا پیش امام بنائے۔ جو ان کے امام کو کافر کہتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اگرچہ اس قابل نہین۔ کہ کفر کے فتوے لکھین کیونکہ وہ مولوی نہین ہین۔ لیکن ایسے مکفرین کے ہم خیال ہین۔ اور ان کے مقتدی ہین۔ وہ بھی انہین کے

---

[۱] ہماری مسجد ڈیڑھ اینٹ کی نہین بلکہ چار لاکھ اینٹ اسے لگ چکی ہے۔ اور ہنوز گرمی سے جاری ہے۔ منہ

ساتھ شامل ہیں۔ لیکن ایک جماعت ان اشخاص کی ہے۔ جو ہمارے امام کو اور آپ کی جماعت کو کافر نہیں سمجھتے اور حضرت مرزا صاحب کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کو ایک سچا مسلمان اور اسلام کا حامی یقین کرتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ یہاں تک نیک ظنی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو متقی اور ولی جانتے ہیں۔ صرف ان کے دعوے مسیحیت میں ہم کو شک ہے۔ ایسے لوگ ہیں۔ کہ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیں بشرطیکہ ہم ان کے پیچھے پڑھنا جائز رکھیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ آیا ان کو اپنا پیش امام بنالینا چاہیئے۔ یا نہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دینا چاہیئے یا نہیں۔ یہ مسئلہ قابل حل ہے۔

اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب مرحوم و مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے لحاظ سے مسلمانوں میں دو فریق ہیں احمدی اور غیر احمدی۔ احمدی وہ ہیں۔ جنھوں نے آپ کے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور آپ کی بیعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور غیر احمدی وہ ہیں۔ جنھوں نے آپ کے دعاوی کو غلط جانا اور اس جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ وہ سنی ہوں یا وہابی ہوں۔ یا نیچری۔ یہ لوگ متفردانہ طور پر ممکن ہے۔ کہ بعض خاص مسائل میں اپنے کسی پیش رو امام سے اختلاف بھی رکھتے ہوں۔ لیکن جب تک کہ وہ اس جماعت میں شامل ہیں۔ اور ان کے کہلاتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان پر وہی حکم جاری ہوگا۔ جو ان کے ساتھیوں پر ہے۔ جن علماء نے کفر کا فتوےٰ جاری کیا ہے۔ تمام مسلمان بحیثیت ایک جماعت یا فرقہائے اسلامی کے ان کے ہم خیال سمجھے اور گنے جاتے ہیں۔ جب تک کہ کوئی شخص جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اظہار کر کے ان سے الگ نہ ہو۔ شاید ایک مثال سے یہ بات بخوبی سمجھ آ جائے گی۔ ایک شخص جو ایک ہندو کے گھر میں پیدا ہوا۔ ہندوؤں کے محلہ میں رہتا ہے ہندوؤں کے ساتھ اس کا میل جول ہے۔ اگرچہ وہ دل سے اسلام اور اہل اسلام کو اچھا جانتا ہو۔ قرآن بھی پڑھتا ہو۔ مسلمانوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہو۔ ان کو اچھا سمجھتا ہو۔ بلکہ انہیں کو نجات یافتہ بھی سمجھتا ہو۔ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ جب تک کہ وہ کھلے الفاظ میں کلمہ پڑھ کر مسجد میں داخل ہو کر اپنا اسلامی نام نہ رکھوائے اس کی موجودہ حالت میں مردم شماری کے لوگ اسے ہندو ہی کہیں گے۔ اور تمام گنتیوں میں وہ پنڈتوں اور براہمنوں کا ہم خیال اور ان کا معتقد یقین کیا جائے گا ایسا ہی کوئی شخص جو احمدی نہیں ہوا۔ وہ چونکہ ایسی جماعت کے گھر میں پیدا ہوا۔ جو مکفرین مولویوں کی معتقد اور مقتدی ہے اس واسطے خواہ اس کا اپنا خیال کچھ ہی ہو۔ وہ اسی جماعت کا ایک فرد سمجھا اور شمار کیا جاتا ہے۔ جن میں کا وہ ہے وہ کسی صورت میں ان سے الگ نہیں۔ اسواسطے اس تمیز کے وقت کہ کس آدمی کے پیچھے ہم نماز پڑھ سکتے ہیں اور کس کے پیچھے نہیں ایسے حسن ظن رکھنے والے شخص کو ہم اسکی جماعت کے ساتھ ہی رکھیں گے۔ ہاں ہم اس کے نیک سلوک کے سبب اس کے ساتھ نیک سلوک کریں گے اسکی خوش خلقی کے سبب اس کا شکریہ ادا کریں گے۔ وہ گالیاں دینے والا نہیں اسواسطے اس کے وجود کو بہ نسبت دوسروں کے اچھا سمجھیں گے۔ وہ ہمارے امام کا نام عزت سے لیتا ہے۔ ہم بھی اس کی عزت کریں گے۔ لیکن امامت کا عہدہ ہم اس کو نہ دینگے۔ جب تک کہ اس سے کوئی ایسا ممیز امر پیدا نہ ہو۔ جو کفر گو علماء سے اسکو اس معاملہ میں الگ کر دے۔ وہ امر اصل تو یہی ہے کہ وہ احمدی جماعت میں داخل ہو۔ لیکن ایسے کمزور اشخاص پر رحم کر کے حضرت مسیح موعود نے ایک اور تجویز بھی پیش کی تھی۔ جس سے وہ احمدی جماعت میں داخل ہونے کے بغیر بھی اس قابل ہو سکیں کہ ہم ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں اور وہ تجویز یہ ہے۔ کہ چونکہ مکفر مولویوں نے بذریعہ اشتہارات کے اپنے کفر نامہ کو شائع کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو تمام مسلمانوں کا وکیل اور مختار بنا کر گویا تمام مسلمانوں کیطرف سے ایسا اشتہار دیا ہے۔ اسواسطے جو مسلمان اس معاملہ میں ان مولویوں کا ہم خیال نہ ہو۔ وہ بھی بذریعہ اشتہار کے اس بات کا اعلان کر دے۔ کہ مسلمانوں کو کافر کہنے کے معاملہ میں میں ان مولویوں کا ہم خیال نہیں ہوں۔ بلکہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو مومن مسلمان یقین کرتا ہوں۔ اور اسواسطے ان مومنوں کو کافر کہنے والے کو بموجب حدیث کافر یقین کرتا ہوں۔ پس جو شخص ایسا اعلان دیگا۔ وہ حقیقتاً مکفرین کی جماعت سے الگ ہے۔ اور صرف وہی الگ ہے۔ ورنہ جس کی طبیعت میں ایسی کمزوری اور بزدلی ہے۔ کہ وہ اپنے اعتقاد کو بذریعہ اعلان شائع نہیں کر سکتا اور لوگوں سے ڈرتا ہے اور ان سے بھی ملتا ہے اور ان کو بھی خوش رکھنا چاہتا ہے۔ ایسا شخص اس قابل نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کو امامت کے معزز عہدہ پر ممتاز کیا جائے بلکہ ایسا شخص مکفرین میں سے ایک رنگ میں بدتر ہے کیونکہ مکفر ایسا حوصلہ اور جرأت رکھتا ہے۔ کہ اپنے عقیدہ کو کسی کے خوف اور ملامت کے سبب نہیں چھپاتا۔ بلکہ اسکو علی الاعلان ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ شخص دنیا کے لوگوں سے ڈر کر اپنے عقائد کو مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ مومن کی شان سے یہ بعید ہے کہ حق کے مقابلہ میں وہ کسی سے ڈر جائے۔ کیا ایسا ڈرپوک اس قابل ہو سکتا ہے۔ کہ بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حاضری کے وقت ہم اپنے وفد کا اس کو پریذیڈنٹ یا میر مجلس بنا کر لے جائیں۔ کیا بادشاہ ہماری اس حرکت کو پسند کرے گا۔ کہ ہم نے اس کی حضوری کیوقت ایک ایسے گرے ہوئے اور پست ہمت کو اپنا لیڈر بنایا۔ جو اپنے عقائد کے اظہار کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ دنیا کے لوگوں نے امامت کو ہنسی ٹھٹھا خیال کر رکھا ہے۔ جس کو دو وقت کی روٹی دی وہی امام بن گیا۔ اور ان کے نزدیک امام وہ ہے۔ جس کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے۔ کہ مقتدیوں کا پیشاب خانہ دھویا کرے۔ حالانکہ امام وہ ہے۔ جو ایک گروہ جماعت کو شاہنشاہ کے دربار میں پیش کرتا ہے اور ان کا سفارشی بنتا ہے اور ان کیواسطے درد دل سے دعا کرتا ہے وہ اس امام کا ایک ظل ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے۔ اسیواسطے اس کا نام امام رکھا گیا ہے ۔۔۔ امامت کی عزت ۔۔۔ کیونکر دیجا سکتی ہے۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

مبارک صاحب کی معذرت

ایام جلسہ میں احمدی راجپوتوں نے جو انجمن بدیں غرض بنائی تھی۔ کہ جو راجپوت آجکل مرتد ہو رہے ہیں انکی اصلاح کی کوشش کیجائے اس کی مخالفت میں سیالکوٹ سے ایک صاحب "مبارک احمدی راجپوت" نے ایک چٹھی چھاپ کر ہمارے پاس بھیجی تھی۔ مگر بعد اس کے جلد ان کا دستخطی خط بخدمت حضرۃ خلیفۃ المسیح پیش ہوا ہے۔ جسمیں انہوں نے معذرت کی ہے۔ کہ پہلی تحریر ایک ناواقفی کے سبب لکھی گئی تھی اور آیندہ کے واسطے وعدہ کیا ہے۔ کہ انجمن مذکور کے خلاف کچھ نہ لکھیں گے۔ اور اپنی اس معذرت کے بدریں شائع کئے جانے کی خواہش ظاہر فرمائی ہے اس واسطے ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ اس کے متعلق کچھ لکھ کر بات کو لمبا کیا جاوے اللہ تعالیٰ ہمارے احباب میں اتفاق و خلت و محبت بڑھائے۔ آمین

مدارس میں ملکی حالت کی اطلاع

بہت سے مفید علوم ہیں جن کا حصول ضروری ہیں

ہی بچوں کے واسطے ضروری ہے۔ مثلاً ہمارے ملک کے بچوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس ملک کی حکومت کا کیا طرز ہے اس سے ہمارا یہ منشاء نہیں کہ پالٹیکس کے مشکل امور مدارس میں تعلیم دیئے جاویں۔ بلکہ ملک کے موجودہ نظام کا ایک نقشہ آسان طرز میں بچوں کے سامنے پیش ہو۔ اس قسم کی ایک کتاب میں نے امریکہ کے صوبجات متحدہ کے نظام کے دیکھی ہے جس کا نام ہے ہماری قومی حکومت۔

Our National Government.

اس کتاب میں سوال و جواب کے طور پر نہایت آسان الفاظ میں سکھایا ہے کہ Republic سلطنت جمہوری کیا ہے President پریزیڈنٹ کسے کہتے ہیں۔ اس کے اختیارات کیا ہیں۔ اگر ہمارے ملک کا کوئی ٹیچر اس قسم کی ایک کتاب ملک ہند کے بچوں کیواسطے بنائے۔ تو امید ہے۔ کہ انشاء اللہ مفید ہو۔ کتاب مذکور کو اگر کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہے۔ تو اس کے مصنف کا نام جارج پی ولہاک George P. Wilhauk ہے اور اس کا اصل پبلشر کا پتہ یہ ہے۔

The Monarch Printing Co.
318-320 Hamshire Street,
Quincy, Illinois. U.S
(America)

اور امید ہے۔ کہ کلکتہ یا بمبئی کے کسی انگریزی کتب فروش سے مل سکے گی۔ ایسی کتاب میں حکومت برطانیہ کے برکات کا بھی ذکر ہونا چاہیئے۔ اور موجودہ طرز کو ملک کے واسطے مفید دکھانا چاہیئے۔ تاکہ اس شورش کا رد ہو۔ جو بعض شورہ پشت لوگوں میں جوش کھا رہا ہے۔

چندہ عمارت بورڈنگ ہوس

جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن کی مراسلت جو چندہ عمارت کے متعلق آئی ہے میں ذیل میں درج کرکے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ لہذا اس چندے کے لیئے خصوصیت کے ساتھ جلد سعی فرماویں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے طلباء بورڈنگ کی تعداد دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور موجودہ مکان بالکل ناکافی بیرونی زمین میں بورڈنگ کی عمارت بن رہی ہے۔ مگر اس کے جاری رہنے کے واسطے روپیہ کا جلد بہم پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ امید ہے کہ احباب سکرٹری صاحب کی اس چٹھی کیطرف جلد توجہ کرکے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ ایڈیٹر

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بورڈنگ ہوس کی عمارت کی تکمیل کے لیئے گزشتہ جلسہ میں کانفرنس انجمنہا احمدیہ نے مجلس معتمدین کی اس تجویز پر کہ تمام احباب اپنی اپنی ایک ایک ماہ کی پوری آمد دیں۔ غور کرکے فیصلہ کیا تھا۔ کہ تمام انجمنہائے احمدیہ اس کو بہت جلد عملدرآمد میں لانے کی کوشش کریں مگر افسوس ہے۔ کہ اب تک باوجود یاددہانی کرانے کے بھی بہت کم احباب نے توجہ کی ہے۔ بورڈروں کی تعداد ۱۷۰ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ موجودہ مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارت بالکل ناکافی ہونے کی وجہ سے ۵۰ کے قریب بورڈر باہر مسجد نور میں رہتے تھے۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۰ء سے موسمی تعطیلات کی وجہ سے مدرسہ ڈیڑھ ماہ کے لیئے بند کیا گیا ہے۔ مدرسہ کھلنے پر بورڈنگ ہوس کے ایک حصہ کا تیار ہو جانا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ سردیوں میں مسجد میں بورڈروں کی رہائش کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ قادیان میں کوئی مکان ایسا کرایہ پر مل سکتا ہے۔ کہ بورڈر رہ سکیں اگر احباب اس طرف توجہ نہ کریں گے۔ تو توقف ہے کہ کام بند ہو جاوے گا اور مدرسہ کھل جانے پر سخت مشکلات کا سامنا ہو گا۔ اب تک یہی خیال رہا۔ کہ انجمنیں خود بخود فہرستیں مکمل کرکے وصولی چندہ کا انتظام کرینگی۔ مئی کے آخر تک انتظار کرکے آخر سرکلر لیٹر کے ذریعہ تمام انجمنوں کو یاددہانی کرائی گئی۔ جس پر صرف پانچ یا چھ انجمنوں نے توجہ کی اس لیئے اب پھر یہ چٹھی آپ کی خدمت میں لکھنی پڑی کہ تمام انجمنیں جنہوں نے اب تک اس طرف پوری پوری توجہ نہیں کی بہت جلد فہرستیں مکمل کرکے وصولی چندہ کا انتظام کریں اور جہاں باقاعدہ انجمنیں قائم نہیں وہ احباب خود براہ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام ایک ماہ کی پوری آمد یکمشت یا باقساط ارسال فرماویں۔ اور اس کا اجر خدا سے لیں۔ اللّٰہ یقبض و یبسط والیہ ترجعون۔

اس چندہ کے متعلق آخری تحریک کے بعد ذیل کی رقوم پچاس روپے سے زائد وصول ہوئی ہیں۔ جماعت شملہ ۱۰۰ جماعت چنیوٹ ۱۱۰ جماعت گوجرانوالہ ۵۴ جماعت پشاور ۱۶۰ جماعت لاہور ۸۰

محمد علی سکرٹری

اغراض و مقاصد انجمن راجپوتان

برادرم چوہدری مولا بخش صاحب نے انجمن راجپوتان کے اغراض و مقاصد کا پرچہ ہمارے پاس بھیجا ہے۔ جو کہ ام اطلاع کیواسطے درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ممالک مغربی و شمالی کی ان راجپوتوں کو جو اپنی سادگی کیوجہ سے آریوں کی دھوکا بازیوں اور فریبانہ کارروائیوں کے زیر اثر ہیں ان کی دستبرد سے بچانا۔ اور انہیں اسلامی غیرت کی روح کا احساس پیدا کرنا اور انکی عام اصلاح کی تدابیر سوچنا تاکہ ارتداد کی عام ہوا سے جو آجکل پھیل رہی ہے۔ وہ محفوظ ہو کر اسلام کی برکتوں سے فیضیاب ہوں۔ (۲) واعظین کے ذریعہ اسلام کا سچا اور اصلی جلوہ ان کو دکھلانا اور مخالفوں کے بد اندیشوں سے جو انکو دین و دنیا سے بے بہرہ کرنیوالے ہیں۔ دین اسلام کی پاک اور روشن حقائق سے آگاہ کرکے محفوظ رکھنا اور ان مسلمانوں کو جو اسلام کے پاک حقائق سے واقف نہیں ہیں۔ صراط مستقیم کے بلند مینار پر کھڑا کرنا۔ (۳) اسلام کے پاک مقاصد اور خود مسلمانوں کی بہبودی کے اغراض کو رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ملک میں پھیلانا۔ اور تہذیب اور شائستگی سے آریوں کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ تاکہ ایسی غلط کاریوں سے آگاہ ہو کر شرافت اور انسانیت سے حق الامر پر غور کرنے کی طرف مائل ہوں۔ اور اصلاح انسانی کے پاک اصولوں کو شائستگی سے استعمال میں لانے کے قابل ہوں۔ (۴) گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفادارانہ تعلق رکھتے ہوئے اسلامی کمیونٹی میں ایسی روح پھونکنا کہ اس کے ادنے و اعلےٰ افراد وفاداری اور نمک حلالی کے پختہ اور مضبوط چٹان پر مجموعی قوت سے کھڑے ہو کر ہر رنگ میں استحکام سلطنت کی خدمت بجالانے پر قادر ہوں

عہدیداران

(۱) پریزیڈنٹ چودھری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ
(۲) جنرل سکرٹری چودھری مولا بخش صاحب بھٹی۔ احمدی سیالکوٹی

نوٹ۔ اگر کوئی صاحب ہمت خیر خواہ دین متین انجمن کی امداد کے لئے چندہ وغیرہ بھیجنا چاہیں۔ تو براہ راست بحضور جناب حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیان کے پتہ پر ارسال فرماویں۔ رسید اخبار الحکم میں باقاعدہ چھپ جاوے گی

نامہ نگاروں کو اطلاع

چونکہ اخبار میں صفحات کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے۔ اسواسطے صرف مختصر اور مفید مضامین درج اخبار ہو سکتے ہیں۔ (۲) مضمون نصف حصہ کاغذ پر لکھا ہوا ہونا چاہیئے۔ تاکہ اگر ضرورت ہو تو درست ہو سکے اور بہت باریک لکھا ہوا یا گنجان لکھا ہوا نہیں ہونا چاہیئے۔

(۳) ایڈیٹر کا فرض نہیں کہ مضامین کی رسید دے۔ کوئی مضمون جو دفتر میں پہنچ جاوے واپس نہیں کیا جائیگا۔ اگر نامہ نگاروں کو ضرورت ہو۔ تو مضمون کی نقل پہلے سے اپنے پاس رکھ لیا کریں (۴) جو لوگ خود ہی یقین کرتے ہیں کہ ان کا مضمون یا اشعار "ٹوٹا پھوٹا" اور "پراگندہ" ہے اور "غلط" ہے ان کو چاہیئے کہ مضامین بھیجنے سے پرہیز ہی رکھیں (۵) جواب کے واسطے ٹکٹ آنا چاہیئے۔ (۶) جو صاحب چاہیں کسی مفید لمبے مضمون کے لئے صرف اصل لاگت دیکر اخبار کے ساتھ زائد اوراق لگوا سکتے ہیں۔

اہل نیروبی واقعہ ملک افریقہ کو مژدہ ہمارے دوست میاں نظام الدین درزی جہلمی حال وارد نیروبی انڈین بازار اطلاع دیتے ہیں انہوں نے اہل اسلام کی امداد کیواسطے ایک کتب خانہ کھولا ہے۔ جسمیں ہر قسم کی کتب مذاہب باطلہ (آریہ عیسائی۔ برہمو۔ دہریہ۔ سکھ) کے رد میں مہیا کی ہیں۔ جو صاحب چاہیں۔ فائدہ اٹھا دیں۔ کتب زیادہ تر تصنیف حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ جن کو سب فہیم لوگوں نے سلطان القلم تسلیم کیا ہے۔ اُمید ہے۔ کہ نیروبی اور اس کے قرب و جوار کے لوگ اس کتب خانہ سے فائدہ اٹھائیں گے

سزائے بے ادبی شہر وچھہ میں ایک غیر احمدی نے ایک احمدی کے سامنے حضرت مسیح موعود کے حق میں بدزبانی کی۔ احمدی نے عدالت میں چارہ جوئی کی۔ غیر احمدی مجرم ثابت ہو کر سزائے جرمانہ کا نشانہ ہوا دوسروں کے واسطے موجب عبرت ہوا۔ کسی خاص حالات کے ماتحت جو ہوا خوب ہوا۔ مگر ہمارے مخالفوں کو تو خدا کافی سزا دے رہا ہے۔ ہمیں عموماً ضرورت نہیں کہ عدالتوں میں چارہ جوئیاں کریں۔ ایک ہی عدالت ہمارے واسطے بس ہے۔

ڈاک ولائت

اعلان شاہی تخت نشینی کے وقت ہر ایک شاہ انگلینڈ اعلان کیا کرتا ہے۔ کہ میں پروٹسٹنٹ فرقہ کا ممبر ہوں۔ اس پر دیگر عیسائی فرقے ناراض ہیں۔ اور اس اعلان کے الفاظ کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ نیوکیسل بشپ صاحب بھی اس اعلان کے مخالف ہیں۔ ہماری رائے میں اگرچہ بادشاہ سلامت کا اختیار ہے۔ کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جو مذہب چاہیں اختیار کریں۔ لیکن بحیثیت بادشاہ ہونے کے جبکہ ہر ایک مذہب و ملت کی رعایا ان کے زیر حکومت ہے تو پھر ایسے اعلان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آج کا بادشاہ انگلینڈ وہ بادشاہ نہیں۔ جسکی حکومت برطانیہ کی چار دیواری کے اندر محدود ہو۔ اگرچہ یہ اعلان بحیثیت کنگ ہونے کے ہوتا ہے نہ کہ بحیثیت امپرر ہونے کے۔ تاہم شاہ انگلستان کی موجودہ وسعت سلطنت اس امر کی متقاضی ہے کہ ایسے اعلان کو اب بالکل غیر ضروری قرار دیا جاوے۔

وسعت تجارت لنڈن کی ایک دوکان میں ایک صبح ۹½ بجے تک بیس ہزار گاہک داخل ہو چکے تھے۔

بادشاہ سلامت بستیوں میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ شاہ جارج اپنی حکومت کے بیرونی حصوں کا بذات خاص ملاحظہ فرماویں۔

ایک عجیب دُعا امریکن بیڑے کے افسروں نے پلائی موتھ میں دعوت پانے پر میزبان کے حق میں یہ دُعا کی۔ جس نے ہم کو یہ پانی پلایا ہے اس کی اولاد کبھی شراب کی محتاج نہ ہو۔ یہ غالباً یسوع کے شرابی معجزہ کا اثر ہے۔ کہ عیسائی دنیا شراب کی اس قدر شوقین ہے۔

کیا صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور توجہ نہ فرمائیں گے ہم نے یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سُنی ہے۔ کہ لاہور کے باغ درمیان شاہ عالمی و موچی دروازوں کے جو پبلک کی تفریح کیواسطے آراستہ کیا گیا ہے۔ وہاں بعض آریہ سماجی دریدہ دہن بزرگان اسلام و عیسائیت کے حق میں فحش کلامی استعمال کرتے ہوئے لیکچر دیتے ہیں۔ جن سے غیرتمند مسلمانوں کے جوش میں آکر فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ آریاؤں کی بھی آجکل وہی مثال ہے۔ کہ ہرچہ گیرد علتی علت شود۔ کوئی موقع ہو یا نہ ہو۔ یہ صاحبان کچھ جھگڑا پیدا کرنے کی راہ نکال ہی لیتے ہیں۔

شدھی لاہور میں کوئی منشی عبد الرشید کاتب اخبار راجپوت گزٹ آریاؤں نے شدھ کیا تھا جس پر آریہ اخباروں نے خوشیوں کے نعرے بلند کئے تھے۔ مگر وہی منشی صاحب ۱۳ روز کے بعد مسجد شاہی میں مسلمان ہو گئے اور اسیوقت چھ شخص اور مشرف باسلام ہوئے۔

نیا اخبار انجمن حمایت اسلام لاہور اپنا ایک اخبار نکالنے لگی ہے۔ کیونکہ موجودہ اسلامی اخبارات عموماً اس کی مخالفت میں۔ اور انہیں اپنے خیالات کی تائید کی اشاعت کا موقعہ پبلک میں سردست کافی طور پر نہیں ملتا۔

تعداد مسلمانان ترکوں کے اندازہ کے مطابق مسلمانان دنیا کی تعداد میں کروڑ ہے

سکھ اور ذات پات ایک مقدمہ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ سکھ مذہب میں ذات پات کا کوئی امتیاز نہیں اور چھوت چھات ان کے ہاں کوئی مذہبی مسئلہ نہیں۔ دراصل باوا نانک مسلمانوں کے ساتھ تو برابر کھاتے پیتے تھے۔ تمام اسلامی بلاد میں دورہ کر کے مدتوں روحانی علوم اسلامی بزرگوں کی صحبت سے حاصل کرتے رہے تعجب ہے۔ کہ سکھ آریاؤں کے ساتھ جا ملے۔ جن کا گورو دیانند باوا نانک کو مورکھ اور جاہل قرار دیتا ہے حالانکہ سکھوں کا دراصل ہندوؤں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

شرعی قانون یمن کے مسلمانوں نے ترکی حکومت سے شرعی قانون مانگا ہے۔

اجیت و انبا ہندوستانی مفروران اجیت سنگھ و انبا پرشاد ایران میں جا نکلے اور انہوں نے ایک اخبار بنام حیات وہاں سے نکالا۔ نہ معلوم یہ ہی بھاگنا پڑا۔

دونوں میں سے کون سچا ہے؟ ہندوستان لکھتا ہے کہ "پرکاش عام میں پسند کیا جاتا ہے اور عوام اسے شوق سے خریدتے اور پڑھتے ہیں اور یہ کہ وہ پبلک میں غیر معمولی ہر دلعزیزی رکھتا ہے" یعنے وہ پبلک کا فیورٹ ہے۔ مگر مہاشہ پرکاش رونا روتے ہیں۔ کہ "پرکاش محض اشتہاروں کے سہارے پر چل رہا ہے۔ اگر اشتہار نہ ہوتے تو پرکاش اس وقت تک بند ہو گیا ہوتا اور یہ کہ جسکی تمامی بعض اشتہاروں پر منحصر ہو اسکی زندگی کے متعلق کیسے دعوے کیا جاسکتا ہے (۳) نام کو تو آریہ سماج کا ایک بڑا ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ لیکن اگر اس کی اصل حالت کیطرف دیکھا جاوے۔ تو سخت مایوسی ہوتی ہے" کیا اسی پرکاش نے ہندوستان نے پیسہ و وطن کو مارکیٹ سے نکال دیا ہے۔ ہندوستان کا ایڈیٹر زیادہ شرلے نہیں۔ کیونکہ ہندو اخبار نویسی کے لحاظ سے یہ معمولی بات ہے۔

حکمت الٰہی یورپ والوں کے ناک عموماً لمبے اور پتلے ہوتے ہیں۔ اور ایشیاء والوں کے

ان سے لمبائی اور فراخی سوراخ میں کم ہوتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ یورپ میں سردی کی شدت ہوتی ہے۔ اس لئے سانس لیتے وقت اگر سرد ہوا اندر چلی جاوے۔ تو پھیپھڑے کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اس لئے لمبے اور پتلے ناک میں سے گزرتے ہوئے ہوا گرم ہو جاتی ہے۔ اور ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اور گرم ملکوں میں چونکہ سرد ہوا بجائے نقصان پہنچانے کے پھیپھڑے کے لئے فائدہ بخش ہے۔ اس لئے چھوٹا اور کھلے سوراخ والا ناک ہوا کو بجائے گرم کرنے کے جلدی سے ٹھنڈک کی حالت میں ہی پھیپھڑے تک پہنچا دیتا ہے۔

ثناء اللہ کی فیس

سیوک لاہور لکھتا ہے کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے فرمایا کہ صاحب میں کوئی تاجر آدمی ہوں ہی نہیں اگر یہی مناسب ہے تو آریہ سماج کو میری فیس اور کرایہ دینے کا انتظام کرنا ہوگا۔

دیسی کتب خانے

پارس ناظر لکھتا ہے ایک مولوی صاحب نے ان کو تو ترسید بہتر حسن سے حکیم۔ دگر با چو صد پرائی جنگ کا ترجمہ یہ ہے تو اس سے ہو کہ تجھ سے ڈرتے ڈرتے تو اے حکیم اور تجھ ساتھ چنانچہ کے ساتھ میں بیچ لڑائی کے۔ اس سے زیادہ مضحکہ خیز ترجمہ اس شعر کا کروایا ۔ مرغ شاخ درخت لاہوتیم کہ بہ کنج گنج اسرار ایم۔ مرغ شام کبوتر تھی پر گھڈن کی کنکے اور اور اگرچہ ڈبیچ گنج کا اسرار ہے۔ ۔ گر ہمیں کتب است ہمیں ملاں۔ کار طفلان تمام خواہد شد۔

پشاور میں تعزیری پولیس

پشاور اخبار لکھتا ہے کہ صاحب چیف کمشنر صوبہ سرحدی نے شہر پشاور میں گزشتہ فساد کی وجہ سے ایک سال کے عرصہ کے لئے ایک جماعت تعزیری پولیس کی مستقل کر دی ہے ۳

ایک غلط فہمی کی اصلاح

ضمیمہ تفسیر کے متعلق بہت احتیاط کی جاتی ہے حضرت امیر المومنین کے درس سے توجہ کے ساتھ نوٹ لئے جاتے ہیں۔ پھر نظر ثانی کے بعد اکثر اوقات بروقت بھی حضرۃ مولوی صاحب کو دکھا لیا جاتا ہے۔ بایں ہمہ اگر کوئی سقم یا غلطی رہ جاوے تو اس کا ذمہ وار نوٹ لینے والا ہے۔

ان نوٹوں کے پڑھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن مجید مترجم سامنے رکھ لیا جائے۔ بعض اوقات ایک لفظ کے سامنے ایسی عبارت ہوتی ہے۔ جو باہم دو آیات کے ربط کو ملاتی ہے۔ بعض وقت کسی اعتراض کا جواب ہوتا ہے۔ بعض موقعہ پر کوئی مفید نتیجہ لکھ دیا جاتا ہے یہ نہیں کہ وہ عبارت بہر حال اس لفظ یا آیت کا لفظی ترجمہ ہو۔ بعض وقت قرائن کی وجہ سے اختصار مدنظر ہوتا ہے۔ مگر بعض لوگ قصور فہم سے مطلب کچھ اور کا اور سمجھ کر ہم پر معترض ہوتے ہیں۔

مثلاً صفحہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۲ میں ہے۔ کہ جب مریم اپنے لڑکے کو سوار کرا کے قوم میں لائیں۔ تو وہ لوگ بولے یا مریم لقد جئت شیئا فریا۔ یا اخت ہارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا۔ اس پر نوٹ ہے کہ "یہ فقرہ ذم کا ہے اور مدح کا بھی۔ تو گویا لوگوں نے کہا کہ بہت عجیب لڑکا لائی ہے کیوں نہ ہو۔ ماں باپ جو نیک ہوتے۔" مطلب یہ ہے کہ یا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ مریم تم عجیب لڑکا لائی ہو۔ اور کیوں عجیب نہ ہو۔ آخر تمہارے ماں باپ بھی بڑے صالح اور راستباز تھے یا یہ کہ تم ایک بری بات لائی ہو۔ اے مریم تیرا باپ برا آدمی نہ تھا۔ تیری ماں بدکار نہ تھی۔ ایسا کیوں کیا۔ آخری معنے تو عام ترجموں سے ظاہر ہیں اس لئے نہ لکھے۔ اور پہلے معنے ہم نے لکھ دیئے۔ اب معلوم ہو کر کے تعجب ہوا۔ کہ ایک صاحب یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے یسوع کا باپ مان لیا۔ حاشا وکلا۔ حالانکہ یا مریم اور یا اخت ہارون سے ظاہر ہے کہ باپ ماں سے مریم کے ماں باپ مراد ہیں۔

مسلمانوں کی دل آزاری

مہاتما جالندھر لکھتا ہے جو آریوں کے ایڈیٹر ہیں۔ "اسلام کس طرح پھیلا" پر لکچر دیا۔ جسے آریہ گزٹ نے چھاپا۔ افسوس کہ یہ لوگ مسلمانوں کی بلا وجہ دل آزاری سے باز نہیں آتے اور خواہ مخواہ اس مقدس نبی اور اس کی پاک جماعت کو برا کہنے سے نہیں رکتے۔ جس نے دنیا میں توحید۔ امن اور نیکی پھیلائی۔ بارہا یہ ثابت کیا گیا ہے اور ریویو آف ریلیجنز میں اس امر کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمام جنگیں مدافعانہ اور مجبوری کی حالت میں بغرض قیام امن کے لئے تھیں۔ مگر چند متعصب پادریوں کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے لکچرار لکھتا ہے کہ "حضرت محمد نے بھی لوٹ مار کے سلسلہ میں شامل ہو کر تلوار ہاتھ میں لیکر مذہب پھیلانا شروع کیا ہم جن عربستان کے لٹیروں کو معلوم ہوا کہ حضرت محمد کے گروہ میں شامل ہو کر... پھر اس کے علاوہ کئی حکایات لکھی ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں۔ کسی صحابی کو خائن لکھا ہے کسی کو طامع۔ خدا جانے یہ کون لوگ تھے۔ پھر ہندوستان میں اسلام پھیلنے کی عجیب وجوہات لکھی ہیں ایک طرف تو صوفیوں کو منافق ٹھہراتا ہے کہ وہ کہتے تھے مسلمان کیا اور ہندو کیا دونوں اچھے ہیں" دوسری طرف لکھتا ہے کہ انکی محبت سے ہندو مسلمان ہونے لگے۔ بھلا کوئی پوچھے کہ جب وہ کہتے تھے ہندو کیا اور مسلمان کیا دونوں اچھے ہیں تو پھر مسلمان ہندو کیوں نہ ہو گئے یہ تو ان کے اعلےٰ کیرکٹر اور قوت قدسیہ کی تاثیر تھی۔ دوسری وجہ ۲

جنازہ غائب ۔ میاں قدربخش صاحب لاہوری کی والدہ کا پڑھا جائے

۲ برابری کے متعلق لکھی ہو بات تو ٹھیک ہے مگر آپ ایک فقرہ لکھتے ہیں کہ قتل عام کا حکم دے رکھا تھا اس نے لاکھوں آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ مگر حق برزبان جاری۔ تسلیم کرتے ہیں کہ دہلی کے اردگرد ⅞ حصہ ہندو ہیں۔ جہاں مسلمان بادشاہ رہتے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہوا کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔

۳ موجودہ پولیس کے لئے ایک زائد کل الاونس لگا دیا جائیگا جس کا کل خرچ ... کر اڑتالیس ہزار ہوگا اور یہ روپیہ اہل پشاور سے وصول کیا جائیگا۔

منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی جو ایک مخلص احمدی ہیں۔ قادیان میں آ گئے ہیں اور سوسٹ مدرسۃ البنات میں پڑھاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ انیسواں ۱۹

سورۃ النمل رکوع ۱۶

(مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۱۰ء)

طس۔ طٰ کے معنے صحابہ نے لطیف کئے ہیں اور سؔ کے معنے سمیع ابن جریر نے اسی سورۃ نمل میں بیان کیا ہے۔

مبین۔ کھول کر سنانے والی۔

زینا لھم اعمالھم۔ ترجمہ جو عام طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے صحیح معنے یہ ہیں۔ جو کام بندوں کو کرنا چاہئیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے مگر جیسا کہ اندھا کسی خوبصورتی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جمال کو دیکھ نہیں سکتے۔ اسواسطے بداعمالی میں پڑے ہیں۔

اذ قال موسیٰ۔ یہ بیان یہ بات سمجھانے کے لئے ہے۔ کہ اے نبی تمہیں یہ قرآن۔ تیری کسی قسم کی خواہش کے سوا دیا ہے۔ جیسا کہ موسےٰ کو پیغمبری دی۔

لاھلہ۔ اپنے ساتھ والے کو اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں انی انست۔ معلوم ہوتا ہے کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔

ان بورک من فی النار۔ برکت دیا گیا ہے۔ وہ شخص جو آگ کی طلب وجستجو میں ہے یہی معنے صحیح ہیں۔

الق عصاک۔ اپنا عصا رکھ دو۔

جان۔ سانپ

لا تخف۔ آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے تجھے واسطہ پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللّٰہ۔ اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا۔ کہ تو اکیلا نہیں رہیگا۔ بلکہ تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔

الا۔ اس الّا پر بڑی بحثیں ہیں۔ بعض کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ الّا منقطع نہیں ہوتا۔ یہ الّا بمعنے واؤ کے ہے۔

ادخل یدک۔ یہ تیسرا نظارہ ہے۔ اسمیں سمجھایا گیا۔ کہ ہم تجھے روشن تعلیم کی کتاب دینگے جسمیں کوئی بدی نہ ہوگی۔

تسع آیٰت۔ عصا۔ ید بیضا۔ جراد۔ ضفادع۔ دم۔ مری۔ جسمیں اکلوتے بیٹے مارے گئے۔ طمس اموال۔ طوفان۔

مورخہ ۱۱۔ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ النمل رکوع ۱۷)

اٰتینا داؤد و سلیمٰن علماً۔ علم۔ حصول خرچ۔ صحت دماغ۔ استاد۔ فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی پر موقوف ہے۔ بغیر فضل الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا جس کی جاذب نمائیں ہیں۔ آتینا اسیواسطے فرمایا۔

وقالا الحمد للّٰہ۔ دوسرا ذریعہ حصول علم کا حمد و شکر ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم

ورث سلیمٰن۔ یوں تو حضرت داؤد کے انیس لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمان ہوئے۔

منطق الطیر۔ ایک منطق الطیر۔ اس علم کا نام ہے۔ جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے دوسرا وہ جو حکما رکو۔ تیسرا تجربہ کاروں کو۔ سلیمان علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے

واد النمل۔ طائف کے پاس سونے کے ذرات نکلنے کا ایک نالہ ہے۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیرے کہتے ہیں۔ اور اس قسم کی کئی قومیں ہیں۔ مثل مور کٹانے۔ چوہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون رشید کے آگے ایک عورت نے تھیلی پیش کی اور کہا۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمان بھی آئے تھے۔

قاموس میں برگ کے آگے لکھا ہے۔ کہ البرکۃ من میاہ نملۃ۔

وھم لا یشعرون۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے۔ کہ پہلے لایحطمنکم کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا۔ مگر ساتھ ہی لایشعرون سے ازالہ کر دیا۔ شیعہ پر افسوس کرو نملہ جیسا حسن ظن بھی صحابہ پر نہیں رکھتے۔

لا اری الھدھد۔ برآید درجہان کارے زکارے۔

طیر کا جائزہ لیتے اس میں بات یاد آگئی۔ اور اس شخص کی نسبت سوال کیا۔

انہ من سلیمان۔ یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے۔ بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔

۱۲ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ النمل رکوع ۱۸)

حضرت سلیمان کی نسبت یہ غلط طعنہ ہے۔ کہ آپ (نعوذ باللّٰہ) ایک عورت

کے عشق میں مُبتلا ہو کر بُت پرست بھی ہو گئے۔

قرآن کریم ایسے تمام مطاعن کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے بے ہودہ و مضر قصص سے تمام راستبازوں کی ذات ستودہ صفات پر حملہ ہوتا ہے۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ عورت خود بھی مشرک نہ تھی۔ چہ جائیکہ حضرت سلیمان ایسے ہوتے۔

افتونی فی امری۔ یہ ہر ایک سعادتمند دانشور انسان کا قاعدہ ہے۔ کہ اہم اُمور میں مشورہ کر لیتا ہے۔

فلما جاء۔ ہدیہ سے ہدیہ لیجانے والے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جاء کا فاعل وہی ہے۔

قال یا ایھا الملأ۔ ان دنوں میں حضرت سلیمان طائف میں تھے۔ درمیانی بیان ہے کہ صلح ہوئی۔ اور یہ کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے نکاح میں آوے۔

یاتینی بعرشھا۔ یہ اس لئے کہ جب اس ملکہ نے آنا تھا۔ تو اس کے لئے تخت بھی چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے تخت جیسا تخت پا کر کچھ دل میں محسوس نہ کرے۔

انا آتیک۔ میں بنا لاتا ہوں۔

لقوی امین۔ اس کے جواہرات کے متعلق امانت کا یقین دلایا۔

قبل ان یرتد الیک طرفک۔ سرکاری معاملہ۔ جو ہر سہ ماہی یا ششماہی کے بعد آتا ہے اسے طرف کہتے ہیں (۲) بادشاہوں کو کسی بات کا خیال لگا ہو۔ اس خیال کے متعلق جواب آوے۔ تو اسے طرف کہتے ہیں۔ (۳) عربی زبان میں یمن سے جو قاصد آوے اسے طرف کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ عرب کے ایک طرف پر ہے۔ پس معنے ہوئے کہ قبل اس کے کہ یمن کے لوگ آئیں۔ یا آپ کو جن کے آنے کا خیال ہے۔ وہ آئیں یا قبل اس کے کہ آپ کا مالیہ وصول ہو۔

نکروا لھا عرشھا۔ اس تخت کو ایسا بناؤ۔ کہ اسے اپنا تخت ناپسند ہو جاوے۔

کانہ ھو۔ یہ اس کی دانشمندی کی دلیل ہے۔ کہ دھوکہ نہیں ہوا۔ کہہ دیا گویا کہ ایسا ہی ہے۔ حالانکہ انہوں نے نکّروا لھا تک نوبت پہنچا دی تھی۔

ادخلی الصرح۔ محل دیا۔ اور ساتھ ہی اس طرح ایک وعظ کیا۔

کشفت عن ساقیھا۔ اس کے معنے ہیں "گھبرا گئی"۔ خوب یاد رکھو۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ سورج کو تیری قوم پرستش کرتی ہے۔ وہ ایسی ہی غلطی میں گرفتار ہے جس طرح یہ شیشہ ہے۔ اور اس کے نیچے پانی ہے۔ ایسا ہی سورج کو روشنی دینے والا ایک اور نور ہے۔ اصل وہی ذات ہے۔

۱۳ر جون سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۹۔ سورہ النمل۔ رکوع ۱۹)

اعبدوا اللّٰہ۔ کامل محبت۔ کامل فرمانبرداری۔ کامل تضرع ایک ہی ذات پاک کے لئے ہو۔ جس کا نام اللّٰہ ہے۔

فریقان۔ ایک ماننے والے ایک منکر۔

طیرنا بک۔ برا بر احصہ اُٹھایا ہے۔ ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے۔

فی المدینۃ تسعۃ رھط۔ یہ مکہ والوں کو سنایا جاتا ہے۔ کہ مکہ میں بھی نو ہی تھے۔ ان کے نام۔ ابوجہل۔ ولید۔ نضر۔ عتبہ۔ شیبہ۔ امیہ۔ ابی۔ عقبہ۔ حرث بن عامر

مکر نا مکرا۔ بڑی باریک تدبیریں کیں۔ وہ خیر الماکرین ہے اس کی تدبیریں خیر و برکت کی ہوتی ہیں۔

ان فی ذلک لآیۃ۔ مکے والوں کو سمجھایا۔ کہ تم بھی ایسی ہی تدبیروں کے درپے ہو۔ مگر وہی انجام ہوگا۔ جو صالح کے مخالفوں کا ہوا۔ سب تباہ ہوئے۔

یتطھرون۔ جو شہوت رجال سے بچے۔ اُسے عربی زبان میں متطہر کہتے ہیں۔

اِس جگہ اُنیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے

(الحمد للّٰہ ربّ العالمین)